اور مشاہدات کی بجائے خالص شہادت اور روایات پر مبنی ہے۔

۵۔ الٰہیاتی علم Metaphysical Knowledge

یہ وہ علم ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں تک منتقل ہوتا ہے۔ اللہ پاک، فرشتوں، جنت و دوزخ اور روزِ جزا کی حقیقت کا ادراک حواس اور عقل سے ممکن نہیں ہے۔ عقلی اور حسی علوم کا دائرہ کار مادی حقائق تک محدود ہے۔ غیر مادی اور باطنی حقائق سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے الٰہیاتی علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس علم کا سرچشمہ اور ماخذ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے۔ اس علم کے حصول کی دو صورتیں ہیں:

۱: وحی Revelation

"وحی" کے لغوی معنی "اشارہ" کے ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں وحی سے مراد "وہ پیغام اور علم ہے، جو اللہ تعالیٰ انسانوں کی بہتری کے لیے پیغمبروں کے وسیلے سے اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے۔" اسلام کے نزدیک وحی ایک قطعی اور حتمی ذریعہ علم ہے۔ یہ علم ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ مسلمانوں کے پاس یہ علم قرآن مجید کی صورت میں موجود ہے۔ وحی کے ذریعے حاصل ہونے والا علم اس پر یقین رکھنے والی قوم کے فلسفہ حیات کی اساس ہوتا ہے۔

۲: الہام Inspiration

یہ علم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے؛ مگر اس کا وصول کنندہ نبی نہیں ہوتا۔ یہ علم حتمی اور قطعی نہیں ہوتا؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ صاحب الہام اپنے الہام کی تعبیر یا تبلیغ میں غلطی کر جائے۔ اس اعتبار سے الہامی علم کی صحت اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود امکانی ہوتی ہے۔ اسے کسی قوم کی فلسفہ حیات کی اساس نہیں بنایا جاسکتا۔

ماحاصل Conlusion

درج بالا علوم کی تمام اقسام باہم متصل و مربوط ہیں۔ اور ان میں باہم کسی قسم کا تضاد نہیں پایا جاتا۔ تمام علوم ایک دوسرے کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔ حسی علم حسیات تک محدود ہے۔ جہاں محسوسات کا دائرہ ختم ہوجاتا ہے، وہاں عقلی علوم اپنی ضمانت فراہم کرتے ہوئے رموزِ کائنات سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ جہاں فکریات کی حدود ختم ہوجاتی ہیں، وہاں الٰہیات کی حدود شروع ہوجاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام علوم اپنی اپنی جگہ پر مفید اور ضروری ہیں۔ تمام تر تعلیمی مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ تمام ذرائع علم سے استفادہ کیا جائے اور فلاح انسانیت کے لیے استعمال میں لایا جائے۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

حقوقِ انسانی

انسانیت اور اس کے تقاضے

محمد شریف بلغاری

۲۔سمندروں کی تسخیر: بحری ٹیکنالوجی کی جانب بھی قرآن کریم سے تعلیم ملتی ہے، جس میں بہتری لاتے ہوئے آج کل جہاز بردار سمندری بیڑے سے لے کر آبدوزیں تک تیار کر لی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ فَأَنْجَيْنَاهُ وَ أَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ﴾[العنکبوت ۱۲۰] ''پھر ہم نے انہیں (نوح علیہ السلام) اور کشتی والوں کو نجات عطا کی۔اور اس واقعے کو ہم نے تمام جہاں والوں کے لیے عبرت کا نشان بنایا۔'' اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا بحری سفر بھی سورۃ الکھف آیت ۷۱، ۷۹ میں بیان ہوا ہے۔

۳۔علم طب اور میڈیکل کی جانب بھی قرآن کریم توجہ دلا چکا ہے۔اس سے سبق لے کر میدانِ طب و جراحت میں بڑی ترقیاں کر لی ہیں۔اور ہر طرح کے امراض کا علاج تیار کیا گیا ہے اور مزید تجربات جاری ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو معجزہ اس دور کے مطابق عنایت فرمایا تھا، اس کے تحت آپ علیہ السلام کے کلام کو قرآن میں نقل کر کے ارشاد فرمایا ہے:﴿وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَصَ ﴾[آل عمران ٤٩] ''اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے کو اور کوڑھ کے مریض کو بھی ٹھیک کر دیتا ہوں۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا بڑا چرچا تھا۔ان تجربات انسانی کے مقابلے میں ان نبی کو پیدائشی اندھے اور کوڑھی کا معجزانہ علاج عطا فرمایا گیا۔[أحسن البیان ص ١٤٧]

۴۔ جنگی ٹیکنالوجی کی تیاری اور لوہے سے ٹینکوں، جنگی جہازوں، ایٹمی آبدوزوں کی جدید شکلوں کی جانب بھی قرآن کریم سے اشارہ ملتا ہے۔جیسا کہ زرہ بافی کی صنعت، لوہے کو نرم کر کے جنگی ساز و سامان بنانے کا حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلاً يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○﴾[سورۃ السبأ ١٠-١١] ''اور بلاشبہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے ایک فضل عطا فرمایا: اے پہاڑو! اس کے ساتھ تسبیح کو دہراؤ اور پرندے بھی، اور ہم نے اس کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھ اور نیک عمل کرو، یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے خوب دیکھنے والا ہوں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر قسم کی حربی استعداد بڑھانے، طاقت جمع رکھنے اور دشمن کو خوف زدہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ﴾ [الأنفال ٦٠] ''تم ان (کافروں) کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرلو اور گھوڑوں کو تیار رکھنے کی، جس کے ذریعے تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو، اوران کے علاوہ دوسروں (خفیہ دشمنوں) کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں جانتا ہے۔'' اس دور میں گھوڑوں کی جگہ بکتر بند گاڑیوں، ٹینکوں، جنگی بحری و ہوائی جہازوں نے لے لی ہے۔☆ اور ﴿ما استطعتم﴾ میں ہر طرح کے حربی آلات: راکٹ، میزائل اور ایٹمی صنعت میں مقدور بھر ترقی کر کے جنگی قوت بڑھانے کا تأکیدی حکم ہے۔

۵۔ معدنیات اور زیرزمین ذخائر کی جانب پہاڑوں کی تسخیر سے اشارہ ملتا ہے۔ جس کی روشنی میں آج کل تحقیقات کر کے پہاڑوں میں چھپے ہیرے جواہرات، یاقوت اور دوسرے قیمتی پتھر نکالے جارہے ہیں۔ تسخیر جبال سے متعلق اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ﴾ [ص ١٨] ''بیشک ہم نے (انسانوں کے فائدے کے لیے) پہاڑوں کو مسخر کردیا ہے۔''

اور خاص طور پر پہاڑوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے اتنا مسخر کردیا کہ یہ آپ علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھنے میں ہم نوا ہوتے۔ [ص ١٨] اسی طرح پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانے، پہاڑوں میں سکونت اختیار کرنے، پہاڑوں کے چلنے اور ریزہ ریزہ ہونے، پہاڑوں کی رنگت مختلف ہونے کی آیات مختلف سورتوں کے مطالعے سے ملتی ہیں، جن پر غور وفکر

☆ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''الخیلُ معقودٌ فی نواصیها الخیرُ إلی یومِ القیامة الأجرُ والمغنمُ﴾ [البخاری کتاب: فرض الخمس، باب: أحلت لکم الغنائم، مسلم کتاب: الأمارة، باب: الخیل فی نواصیها الخیر، عن عروة بن الجعد البارقی] ''گھوڑے وہ چیز ہیں جن کی پیشانیوں میں روزِ قیامت تک کے لیے بھلائی یعنی اجر وثواب اور مالِ غنیمت دونوں باندھ کر رکھی گئی ہیں۔''

آج کی جنگی ٹیکنالوجی نے گھوڑوں کی بعض جگہوں پر واقعی بہتر خدمات پیش کردی ہے، لیکن میدانِ جہاد میں گھوڑوں کی ضرورت ختم نہیں ہوئی۔ آج کل بھی افغانستان اور چیچنیا وغیرہ کے سنگلاخ پہاڑوں اور بل کھاتی وادیوں میں مجاہدین کا یہ ساتھی اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے اسلام کے دشمنوں کو زِچ کررہا ہے۔ (ابومحمد)

کرنے سے نئی نئی معلومات اور پوشیدہ ذخائر کا علم ہو جاتا ہے۔

غرضیکہ جدید دور کے محیر العقول ایجادات کا اصلی منبع قرآن کریم ہی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیا ﷺ پر اتارا، اور قیامت تک کے انسانوں کے لیے ذخیرہ علم ومعرفت اور منبع رشد وہدایت اور دنیا وآخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا محور وکسوٹی بنایا۔ ان حقائق پر مسلمان سائنسدانوں کو غور وفکر کرنا چاہیے اور موجودہ سائنس وٹیکنالوجی کے دور میں عقل انسانی کی الوہیت کا دعویٰ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قدرت بے کراں اور قوتِ بے بہا کی جانب رہنمائی کرتے ہوئے فلاحِ دارین کے لیے قرآنی تعلیمات سے بہرہ مند ہو کر جنس انسانی کے لیے راہنما اصول ثابت کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ﴾، ﴿اَ فَلَا یَتفَکَّرُوْنَ﴾ اور ﴿ اَ فَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴾ جیسے الفاظ سے ضمیر انسانی کو جھنجھوڑا ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں مذکورہ بالا آیات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ اللہ کا کامل ومکمل دین اسلام اس آزادیِ فکر کی دعوت عام دیتا ہے، جو انسان کو دین وآخرت کے معاملات میں حق کی تلاش وتحقیق اور دنیاوی معیشت ومعاملات میں نت نئے تجربات کرنے اور ممکنہ حد تک مفید تجربات اور معلومات سے استفادہ کرنے میں ممد ومعاون ہوتا ہے۔ کیوں نہ ہو! یہ دین سابقہ تحریف زدہ بعض ادیان کی طرح صرف عاقبت کی فکر میں مبتلا کر کے دنیاوی لذات ومفادات سے بھاگنے کی تلقین نہیں کرتا۔ اسی طرح آج کے ابن الدینار وابن الدرہم بن کر صرف اور صرف دنیاوی ترقی اور مالی مفادات کے پیچھے سرگرداں پھرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

آزادیِ رائے: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا﴾ [آل عمران ۱۸٦] "اور یقیناً تمہیں ان لوگوں (یہود ونصاریٰ) کی جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور مشرکوں کی بہت سی دکھ دینے والی باتیں سننی پڑیں گی۔"

باغیرت مسلمانو! اس سے بھی زیادہ دکھ دینے والی بات اور کون سی ہو سکتی ہے کہ یہ اہل مغرب اپنے "جمہوری حقوق" کی چھتری تلے "آزادیِ رائے" کا نعرہ لگاتے ہوئے توہین رسالت کے سنگین اور دلخراش واقعات کے مرتکب ہو رہے ہیں...... اور اس سے بھی بڑھ کر خون کے آنسو رلا دینے والی تکلیف دہ بات اور کون سی ہو سکتی ہے کہ اسی اظہارِ رائے کے مہیب اور گندے نظریے کے تحت قرآن کریم پر مقدمے چلائے جاتے ہیں!! حقیقت میں یہ خباثت کے پیکر، ذہنی آلودگی کے شکار، خالق ومالک سے نابلد اور باغی آزادیِ رائے کے پرستار اصل میں دلِ مسلم پر خنجر چلا رہے ہیں۔